(اداریہ)

جشن ولادت کے نام پر --- خرافات

بدقسمتی سے وطن عزیز میں فرقہ پرستی عروج پر ہے۔ مذہبی تعصب کی آگ نے لوگوں کے اذہان کو مفلوج کرکے رکھ دیا ہے۔ کسی میں یہ حوصلہ نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی بات کو تحمل اور بردباری سے سن سکے اور حق کی تلاش میں اپنے دل و دماغ کو کام میں لا سکے۔ علماء میں بھی وہ دیانت اور امانت نہ رہی۔ جس کی بدولت وہ محض دنیا کے طالب بن کر رہ گئے اور ان میں یہ جسارت بھی نہ رہی کہ وہ محض انصاف اور سچائی کی خاطر حق بات کہہ سکیں۔ حالانکہ ایک مسلمان کا شیوہ ہے کہ اس کی جان جاتی ہے تو جائے لیکن حق اور سچ کا ساتھ نہ چھوڑے۔ چہ جائیکہ ایک ایسا شخص جو اپنے آپ کو دین کا عالم سمجھتا ہو اور لوگوں کا پیشوا بھی ہو۔ لیکن جب حق اور سچ کی بات آئے تو محض اپنی پسند اور ناپسند اور خودغرضی کی خاطر جھوٹ کو سچ کہنے پر اصرار کرے۔

کون نہیں جانتا کہ جشن ولادت کے نام پر منعقد ہونے والے تمام پروگرام' جلسے اور جلوس' نمود و نمائش' چراغاں' جھنڈے بازی وغیرہ کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ قرون اولی اور اس کے بعد کئی صدیوں تک کسی حکمران' عالم' محدث' آئمہ اور فقہاء نے کبھی بھی اس بات کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی عید میلاد النبی ﷺ یا جشن ولادت یا محفل میلاد کا انعقاد کیا یا اہتمام کیا۔ چونکہ اس کا نہ تو دین سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی شریعت وغیرہ اس کی اجازت دیتی ہے۔ لہٰذا ایسے تمام کام بدعت و خرافات کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ (متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں :

من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد

کسی عمل کے اجر و ثواب کا دارومدار اس پر ہے کہ کیا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے وہ عمل کیا یا اس کا حکم دیا۔ اگر ایسا ہے تو یہ عمل باعث اجر و ثواب ہو گا اور اگر آپ نے خود بھی نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کا حکم دیا ہو تو وہ کام نہ صرف اجر و ثواب سے خالی ہو گا بلکہ باعث سزا بھی ہو گا۔ کیونکہ ایسا کرنے والا دین میں مداخلت اور زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ جو لوگ محبت رسول ﷺ کا دعوی کرتے ہیں۔ لیکن عملی اعتبار سے بالکل خالی ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت پر جشن اور محفلیں تو منعقد کراتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی تعلیمات سے انحراف کرتے ہیں اور ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جن کا اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں۔

جشن کے نام پر لاکھوں میٹر کپڑا جھنڈوں کی نظر ہوا۔ لاکھوں روپے آرائش و زیبائش پر صرف کر دیئے گئے۔ ایسی مجالس منعقد ہوئیں جن میں نہایت بیہودہ گانے اور گفتگو ہوئی اور ایک دوسرے پر طعن و تشنیع ہوئی۔ نہ جانے اس جشن ولادت کے مقاصد کیا ہیں۔

ہم اپنے تمام بھائیوں سے التماس کریں گے کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لیں اور اپنے اس طرز عمل پر نظرثانی کریں۔ خاص کر علماء سے گزارش ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے جذبات کی سچی قدر کریں اور انہیں بدعات و خرافات کی نذر نہ کریں۔ صحیح اور سچی بات کرنے اور تسلیم کرنے کا حوصلہ پیدا کریں اور بدعات سے بچیں۔

ترکی حکومت کی اسلام دشمنی ـــــ پردہ اور داڑھی کے خلاف مہم

خلافت عثمانیہ میں ترکی اسلامی تہذیب و ثقافت کا بہترین گہوارہ تھا۔ اسلامی

ممالک میں اسے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جگہ جگہ اسلامی شعائر کے مناظر نظر آتے تھے۔ لوگ اسلامی بود و باش اور طرز زندگی کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ ترکی کے شہروں اور قصبوں میں اسلامی معاشرہ کی جھلک نظر آتی تھی۔ لیکن دشمنان اسلام کی سازشوں اور کمال اتاترک کی عیاری نے نہ صرف خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا۔ بلکہ ترکی کا اسلامی تشخص بھی پامال کر دیا۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کو مٹانے کے لئے ہر وہ قدم اٹھایا۔ جس کی غیر مسلموں سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس نام نہاد لیڈر کو اسلام دشمن قوتوں نے اس شرط پر ہی ترکی کی حکومت سپرد کی تھی کہ وہ ہر اس نشان کو مٹا دے گا۔ جس سے اسلامی ثقافت کی جھلک نظر آتی ہو اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ مصطفیٰ کمال نے اقتدار سنبھالتے ہی اپنے آقاؤں سے بڑھ کر اسلام دشمنی کا ثبوت دیا۔ ترکی زبان جو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ رومن انگریزی میں تبدیل کر دی اور عربی رسم الخط کا استعمال جرم قرار دیا گیا۔ سرکاری ملازمت کے لئے داڑھی منڈوانا شرط قرار دیا۔ پبلک مقامات پر اسلامی شعائر کا اظہار کرنے والے کو حوالہ زنداں کیا جاتا تھا۔ خواتین کا باپردہ باہر نکلنا ممنوع قرار دیا گیا۔ اسلامی معاشرتی زندگی کے خاتمے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی گئی۔ توقع تھی کہ مصطفیٰ کمال کی موت کے بعد ترکی دوبارہ اپنی اصل منزل کی طرف لوٹ آئے گا اور اسلامی تہذیب و تمدن کا مرکز بنے گا۔ لیکن بسا آرزو کہ خاک شد بعد میں آنے والے پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوئے اور آہستہ آہستہ ترکی میں لادینیت کا غلبہ ہو گیا اور نئی نسل مادر پدر آزاد ماحول میں پروان چڑھی۔ جن کے نزدیک اسلامی اخلاقیات اور آداب فرسودہ باتیں تھیں اور انکا اسلام سے محض نام کی حد تک تعلق تھا۔ مخلوط طرز زندگی اور بے پردگی ان کے نزدیک معمول کی باتیں تھیں۔ لیکن گذشتہ ایک دھائی سے ترکی میں اسلامی تحریک پیدا ہوئی اور ترکی کا سنجیدہ طبقہ اس تحریک میں شامل ہوا اور عام لوگوں کو بھی رغبت دلائی۔ جس کے نتیجے میں نجم الدین اربکان کی سیاسی پارٹی "رفاہ" انتخابات میں

کامیاب ہوئی اور وہ وزیراعظم بننے میں کامیاب ہوئے لیکن بے دین طبقہ کافی دل گرفتہ ہوا اور روزِاول سے انہوں نے سازشیں کیں اور آخر کار فوج کے ذریعے نجم الدین اربکان کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ انکا راستہ روکنے کے لئے رفاہ پارٹی پر مستقل پابندی عائد دی گئی۔ پہلے سے کہیں زیادہ سخت موقف اختیار کیا گیا اور اسلامی شعائر پر پابندی کے لئے باقاعدہ قوانین وضع کئے گئے اور پوری قوت سے ان پر عمل درآمد کرایا جا رہا ہے۔ انسانی بنیادی حقوق اور مذہبی آزادی کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی گئی ہے اور مرضی کی زندگی بسر کرنے کا بنیادی حق بھی چھین لیا گیا۔ اس سنگین خلاف ورزیوں اور بنیادی حقوق کی پامالی پر نہ امریکہ کو کچھ خیال آیا اور نہ ہی بنیادی حقوق کے عالمی ٹھیکیداروں نے احتجاج کیا۔ عجیب طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ یورپ کے کسی ملک میں اسلامی شعائر کے اظہار پر پابندی نہیں۔ مسلمان پوری آزادی کے ساتھ اسلامی طرز زندگی اپنائے ہوئے ہیں۔

بدقسمتی سے ترکی اسلامی ممالک کے زمرے میں آتا ہے۔ لیکن اسلام سے اس کا دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ موجودہ حکمران تو ہر اس نشان کو مٹانا چاہتے ہیں۔ جس سے اسلام سے وابستگی کا اظہار ہوتا ہے اور دن بدن اس شدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

گذشتہ دنوں ترکی کی وزارت تعلیم کی مجلس اعلی نے ایک فرمان جاری کیا۔ جس کی رو سے آئندہ تعلیمی سال میں تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ کسی ایسی طالبہ کو داخلہ نہ دیں نہ ایسی تصویر قبول کریں اور نہ ہی یونیورسٹی اور کالج کی حدود میں داخل ہونے دیں جس نے پردہ کیا ہو۔ اس پر مستزاد یہ کہ اگر کسی ذمہ دار نے اس پر عمل نہ کیا تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل لائی جائے گی۔

ترکی سے موصولہ خبروں میں مزید بتایا گیا ہے کہ گذشتہ دنوں جامعہ استنبول کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا اور اس ناروا پابندیوں کے خلاف نعرہ بازی کی گئی

جس کے نتیجے میں پولیس اور طلبہ میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔ گیارہ ایسے طلبہ کو گرفتار کیا گیا۔ جن کے چہروں پر داڑھیاں تھیں اور پولیس نے ایسی طالبات پر بھی تشدد کیا جنہوں نے پردہ کیا ہوا تھا اور انہیں امتحانی مراکز میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔

یہ بات ترکی کے حکمرانوں سے مخفی نہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کی اپنی ثقافت اور کلچر ہے۔ اس کے رہن سہن کا اپنا اسلوب ہے اور مسلمان ہونے کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ اسلامی طرز زندگی کو اپنائیں۔ مسلمان مرد اور خواتین پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو شریعت کے تابع کر دیں۔ انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک اسلامی معاشرت کی جھلک نظر آئے اور اس کے ساتھ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انہیں اسلامی طرز زندگی اپنانے سے روکے۔

کس قدر ظلم ہے کہ ترکی کی حکومت نے ۱۶۷ فوجیوں کو صرف اس لئے ملازمت سے سبکدوش کر دیا کہ وہ اسلامی سرگرمیوں میں مشغول پائے گئے۔ یہ اقدام اس لئے اٹھایا گیا تاکہ آئندہ ایسے افراد کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ جو اسلام سے محبت کا اظہار کریں۔

ہم ترکی کے حل عقد سے گذارش کریں گے کہ وہ اپنا طرز عمل تبدیل کریں اور اپنے رویوں میں بھی مثبت تبدیلی لائیں اور اسلامی ثقافت اور شعائر اسلام کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ اسی میں ان کا بھلا ہے۔ ترکی کے مسلمانوں کو مکمل آزادی کے ساتھ اسلام پر عمل کرنے کی اجازت دے دیں۔ بصورت دیگر یاد رکھیں۔ ان اقدام سے اسلام کا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ ابھرے گا۔ کیونکہ اس کا یہ اصول ہے یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ پاکستان کی دینی جماعتیں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کریں گی اور ترکی کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کریں گی اور موجودہ حکمرانوں کو مجبور کریں گے کہ وہ اپنی فکر اور طرز عمل کو تبدیل کریں۔